رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY, QADIAN.

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

چندہ سالانہ
والیان ریاست و حکومت سے ۱۰ر
امراء و رؤساء سے ۵ر
معاونین سے ۲ر
عوام سے ۱ر
ممالک غیر سے ۱۲ر

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۱۰، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲ر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہار در قادیان بینی
دو عیسیٰ شفا بینی غرض دارالاماں بینی

دورِ جدید

الحکم

ہفتہ وار

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و البیں دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلےٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۲۹ | ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء یوم سہ شنبہ | نمبر ۱۳

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کی مختصر روئداد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نہایت اہم امور کے متعلق فیصلے اور ہدایات

پہلا اجلاس

قادیان ۱۳ اپریل۔ کل ساڑھے گیارہ بجے مجلس مشاورت کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمام حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی۔ اور انتظام مجلس کی خاطر آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کو نگران مقرر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ سب کمیٹی نظارت اعلےٰ کی رپورٹ پیش کی جائے اس پر خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی رپورٹ پیش کی۔ جس میں ہوکل امیر یا پریزیڈنٹ اور پروونشل امیر کے تقرر اور ان کے اختیارات کے متعلق تجاویز پیش کی گئی تھیں۔

تجویز اول کے متعلق بعض احباب کے اظہار رائے اور ترامیم پیش کرنے کے بعد آخر جو صورت تجویز ہوئی اس کی تائید کثرت آراء سے کی۔ اسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظور فرمایا۔

دوسری تجویز بغیر ترمیم منظور کر لی گئی تیسری تجویز میں ترمیم پیش کی گئی۔ اور مخالف و موافق اظہار رائے کے بعد جن الفاظ کی تائید کثرت آراء سے کی۔ وہ حضرت امیر المومنین نے منظور نہ فرمائے۔ بلکہ اپنا فیصلہ قلت آراء والوں کے حق میں صادر فرمایا۔

اس کے بعد حضور کی اجازت سے پراویژنل سکرٹری صاحب نے اضافہ بجٹ کی رقوم جن کی منظوری دوران سال میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے حاصل کی گئی تھی۔ مجلس کو سنائیں۔ اور پھر نظارت دعوت و تبلیغ کی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ جسے جناب ملک غلام رسول صاحب شوق ایم۔ اے نے بحیثیت سکرٹری پیش کیا جس میں قرار دیا گیا۔ کہ دعوت و تبلیغ کی مد نشر و اشاعت کے اخراجات کی رقم جو بارہ سو ہے۔ اس کا اظہار علیحدہ طور پر جمع کرنے پر نہ رکھا جائے۔ بلکہ چندہ عام سے دے دی جائے۔

اس کے متعلق جب بعض احباب نے یہ بحث شروع کی۔ کہ رقم کے فراہم کرنے کی کیا صورت ہو۔ تو اسی سلسلہ میں جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے فرمایا۔ جماعت کے عام چندوں کے مقابلہ میں یہ نہایت حقیر سی رقم ہے۔ اور مجھے افسوس ہے۔ کہ احباب نے یہ نہیں کہا۔ کہ آئندہ اسے فوراً جمع کر دیا کریں گے۔ بلکہ اس پر بحث شروع کر دی ہے۔ حالانکہ چاہیئے تھا۔ کہ فوراً اسے ادا کر دیتے۔ ہمیں یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ہم اسے پورا کر کے یہاں سے جائیں گے۔ سلسلہ کی جماعت کے ذمہ اس رقم سے متعلق تیس روپے لگائے گئے ہیں۔ وہ میں جاتے ہوئے ادا کر دونگا۔

سید المرسلین

حکیم سید عبد الہادی صاحب احمدی ساکن چندوری المتخلص ہادی نے یہ نظم ۲۷ مارچ سنہ ۳۶ کو ایک مشاعرے بمقام بیگوسرائے ضلع مونگھیر پڑھی۔ کسی دوست نے ہمارے پاس بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے۔ میں اسے "سید المرسلین" کی مدح کے نام سے شائع کرنا پسند کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

کرتے تھے فخر اہلِ عرب خاندان پر — نازاں تھا کوئی تیغ پہ کوئی سنان پر
کرتا تھا کوئی دعویٰ فصیح اللسان پر — لیتا تھا نوک کی کوئی تیر و کمان پر
ہے مرتبہ میں کون بڑا آسمان پر
کس کو ملی یہ برتری سارے زمان پر

تھے مبتلا فساد میں جس وقت بحر و بر — مبعوث ہوئے عرب میں اک سید البشر
جس وقت ہوئی تھی اجتماع قوموں کی کوہ پر — تبلیغ کی حضورؐ نے بے خوف و بے خطر
پھر غارِ معصیت سے سبھوں کو نکالکر
احسان کیا حضورؐ نے سارے جہان پر

باطل کو سرزمین عرب سے ہٹا دیا — لاکر پیام حق کا یہ کس نے سنا دیا
دختر کشی کی رسم کو کس نے مٹا دیا — عورت کو کس نے بام فلک پر بٹھا دیا
بتلاؤں میں وہ کون ہے؟ محبوب کبریا
احسان ہے جنکا آج یہ سارے جہان پر

اہلِ عرب کو جب ہوا دیدار معجزہ — ایمان لائے دیکھ کر سردار معجزہ
دیکھا بھی گرچہ سینکڑوں کفار معجزہ — کرتے رہے ہمیشہ ہی انکار معجزہ
سردار دو جہاں کا نمایاں تھا معجزہ
شاہد تھا جس کا شق قمر آسمان پر

اس معجزہ کو دیکھ کرتھے دنگ سب ادیب — سارے جہاں کے آپؐ ہی ثابت ہوئے طبیب
کی جو دعا حضورؐ نے بدرگاہ مستجیب — آئی ندا یہ غیب سے شاباش اے حبیب
قربت ہماری اتنی ہوئی تھی کسے نصیب
رتبہ یہ تجکو آکے ملا آسمان پر

کفار کی جفا کا یہ ادنےٰ ہے واقعہ — محصور کیا حضورؐ کو کر کے مقاطعہ
ایذا رسانیوں کی ہوئی جبکہ انتہا — پیمانہ تھا جو صبر کا آخر چھلک گیا
تھرا گئی زمین بھی فلک بھی دہل گیا
پہونچی کبھی جو آہِ نبیؐ آسمان پر

غصے سے تھا جناب علیؓ کا بھی حال غیر — سرگرم معرکہ تھے کہیں خالدؓ و زبیرؓ
کرتے تھے سب کے واسطے حضرت دعا خیر — اللہ کرے کہ آپ کی ہو عاقبت بخیر
بزم مشاعرہ میں سنا کر یہ ذکرِ خیر
ہادی زبان کو روک اسی داستان پر

سیرت نمبر کے لئے تیسری آواز

سیرت نمبر کی اشاعت کا وقت بہت قریب آگیا ہے مگر ابھی تک احباب نے اس نمبر کی اشاعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ حالانکہ ان ایام میں جبکہ مخالف سیرت النبی پر پردہ ڈالنے کی جان توڑ سعی کر رہے ہیں اور ایسا غلط پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ وہ اس زمانے کے مامور و مرسل کے پاکیزہ چہرے کے نور کو دنیا تک پہنچنے نہ دیں۔ اس ناپاک سعی کے مقابلہ میں ہمارا فرض ہی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آقا و مولیٰ کی سیرت کی اشاعت کریں۔ جماعت کے مخلصین کو میں اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس وقت تک بہت کم آوازیں اس فرض کے لئے اٹھی ہیں۔ اور مجھے یہ امر حیرت میں ڈالنے والا ہے۔

تیسری آواز

میری اس تحریک پر اخویم مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے لبیک کہی اور

۲۵

کاپیوں کا آرڈر بھجوایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزا
میں امید کرتا ہوں کہ دیگر احباب بھی اس اہم فرض کا احساس کریں گے۔ اور سیرت نمبر کی بکثرت اشاعت فرما کر ممنون فرمادیں گے
آرڈر کے ساتھ روپیہ پیشگی آنا ضروری ہے

اخبار الحکم اور اس کا ایڈیٹر

ہمارے ہفتہ وار اخبارات کی حالت ایسی اعلےٰ نہیں کہ متعدد ایڈیٹر اس میں کام کریں۔ ایک ہی ایڈیٹر ہوتا ہے۔ اس کے دم سے اخبار کی زندگی ہوتی ہے اگر وہ بیمار ہو جائے تو سارا کام بند ہو جاتا ہے۔ عملہ فارغ بیٹھ جاتا ہے۔ ایک سال ہونے کو آیا کہ میری بیماری کا سلسلہ شروع ہوا مجھے کثرت پیشاب کی بیماری ہے۔ اور اس میں شکر آتی ہے۔ ایک لمبے عرصے تک میں اس تکلیف کو برداشت کرتا رہا اب حالت ایسی ہوگئی ہے۔ کہ میرے لئے بعض اوقات قلم تک پکڑنی سخت مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کا لازمی اثر اخبار پر پڑ رہا ہے۔ اخبار وقت سے بے وقت ہو گیا ہے۔ میں احباب سے اپنی اس بیماری کی وجہ سے معذرت پیش کرتا ہوں

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

میں کیونکر احمدی ہوا

خاکسار نورالدین اللّٰھم اجعلہ کاسمہ آمین۔ عارض ہے کہ میں اپنے گذشتہ زندگی کے حالات و خیالات متعلقہ رجوع بہ احمدیت نہایت مختصراً بیان کرتا ہوں۔ میں زمانہ بچپنی میں ہی تنہائی پسند تھا۔ نہ معلوم یہ وصف میری طبعی خاصیت تھی۔ یا خارجی اثر کی وجہ سے ایسی طبیعت ہوگئی۔ کیونکہ جبکہ میں سات آٹھ سالہ عمر کا تھا تو ایک عالم مسمی میاں محکم الدین صاحب ہمارے ہاں آرہا۔ میرے والدین نے مجھے اس کے پاس پڑھنے بٹھا دیا اور میاں صاحب موصوف میں چند اور اوصاف بھی تھے چنانچہ وہ خوش الحان بھی تھے۔ اور کتاب شہباز اور احوال الآخرت جو پنجابی کی دو کتابیں مشہور ہیں۔ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ اسی لئے اس کے پاس سننے والوں کا حلقہ چند ہار رہتا تھا۔ خاص کر میرے لئے تو گھر میں ہی گنگ تھا جب دل کرتا میاں جی کو کتاب لادی۔ اور وہ پڑھنا شروع کر دیتے۔ مجھے زیادہ تر تذکرہ امام مہدی اور دجال کے حالات سننے سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ روزمرہ اسی کے سننے کے باعث انہی کا نقشہ دماغ میں کھچا رہتا۔ انہی دنوں عوام الناس میں بھی کچھ ایسا چرچا ہوا۔ کہ امام مہدی پیدا ہوگیا۔ کلمہ طیبہ ہر درخت کے پتے پر لکھا گیا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے بزرگ سفیدہ ریش درخت پیپل اور بڑ و بیری وغیرہ کے پتوں پر غور کرتے تھے۔ ان پر جو سفید سفید لکیریں سی ہوتیں۔ ان کو کلمہ تصور کر کے کوئی کہتا۔ اس پر دیکھو لا الہ لکھا ہے۔ دوسرا کہتا اس پر لا الہ ہے۔ تیسرا کہتا اس پر محمد رسول اللہ ہے۔ پھر سنا کہ لاہور میں ایک گنگا آگیا ہے۔ اس کے ہر پتے پر کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ افواہیں سننے میں آتیں۔ میاں محکم دین صاحب ان افواہوں کی تعبیر کر کے یوں سمجھاتے کہ زبان خلق نقارہ خدا بے شک امام مہدی کے ظہور کا یہی وقت ہے۔ مگر پتہ پر کلمہ لکھا جانے سے یہ مراد ہے کہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور ہر سے اور ہر ذرہ زمین زبان حال سے امام مہدی کی شہادت دیگا۔ یہی تعبیر مجھے پسند آئی۔ اور اب تک میں جہلاء کو اس اعتراض کے جواب میں یہی تعبیر سنایا کرتا ہوں۔ جیسا کہ ایک لطیفہ یاد آگیا

لطیفہ

ہمارے گاؤں میں پولیس کی چوکی ہے۔ ان میں سے ایک پولیس مین احمدیت کے بارے میں مجھ کو تبادلہ خیالات کیا کرتا۔ چنانچہ پچھلے سال کی بات ہے۔ کہ ایک مجلس میں پیر وارث شاہ کی کتاب پڑھی جارہی تھی۔ اور پولیس مین بھی ان میں موجود تھا۔ اتفاقاً میں بھی وہاں جا نکلا۔ پولیس مین مجھے دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھا۔ کہ کہو مولوی صاحب امام مہدی کے پتہ پتہ پر نام ہونا کی تشریح کیا کرتے ہو۔ کہ ہر شے مہدی کی شہادت دیگی۔ بتاؤ اس پیر وارث شاہ نے بھی تمہارے مرزا کی شہادت دی ہے۔ کیونکہ آپ اسے امام مہدی یقین کرتے ہیں۔ چونکہ اس کتاب میں تیرھویں صدی کے علماء کا بخوبی ذکر ہے۔ میں نے ان پر اعتماد کر کے کہہ دیا۔ کہ دیکھ دونگا۔ ذرا آگے پڑھو۔ چنانچہ پڑھنے والے نے دوسرا مصرعہ جب پڑھا تو بول نکلا

مرزا قادیان پیر مرزائیاں دا
جھوٹا پیر کہ اس وسوائیاں دا

اللہ اللہ میری نظر تو کنایات پر تھی۔ مگر بفضلہ تعالیٰ موقع وہ بنا جو مخالفین کی خواہش تھی۔ پہلے تو ہم تمام نے سوچا۔ کہ یہ ہی استہزاء یہ مصرعہ بنا دیا ہے۔ مگر اس نے لکھا ہوا دکھایا۔ تو چند سکنڈ سب دم بخود ہو گئے پولیس مین نے سکوت کو یوں توڑا۔ کہ آخر اس میں مرزا کی مذمت ہی نکلتی ہے۔ میں نے کہا لکھنے والے کا خواہ کچھ ہی ارادہ ہو لیکن بحوجب اصول انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے سوچنا چاہیئے کہ شعر کا مطلب کیا ہے۔ سب اپنے اپنے قیاس کے مطابق اس کی تشریح کرنے لگے۔ تماشہ یہ بنا کہ سب ایک دوسرے کے معانی کو رد کرتے تھے۔ آخر میری طرف متوجہ ہو کر بولے۔ کہ مولوی آپ بھی اس کا ترجمہ کریں۔ میں نے کہا۔ یہ کوئی عربی تو نہیں پنجابی ہے۔ مطلب صاف ہے کہ شاعر کہتا ہے۔ کہ مرزا قادیان والا تو مرزائیوں کا پیر ہے۔ اور وہ سادس اور بکواسیوں کا پیر جھوٹ ہے۔ اس میں دو متضاد ہستیوں کا ذکر ہے۔ یہ سنتے ہی سب آگ بگولہ ہو گئے۔ اور کچھ چپ ہو گئے۔ کچھ کہنے لگے مرزائیوں نے یہ کتاب بھی خراب کر دی۔ کوئی کہتا ان کو منہ لگنے آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شور کرنے کے بعد کتاب بند کر دی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔ فقط

غرض ان نت نئی افواہوں کے باعث بھی میرا دل متاثر ہوتا گیا۔ لہٰذا سوائے تذکرہ امام مہدی و واقعات دجال کے سننے کے مجھے کچھ اور اچھا نہ لگتا۔ ان دنوں چونکہ میں لکریاں بھی چرایا کرتا تھا۔ میرے ہم عمر دوست طرح طرح جنگلوں میں کھیلیں کھیلتے۔ مگر میرے دل میں وہی روزمرہ والی افواہوں کا تصور رہتا لہٰذا میں ان کی کسی کھیل میں شامل نہ ہوتا۔ دوسرے لڑکے مجھے اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور بھی کرتے۔ اور طرح طرح کی سختیاں کرتے۔ مگر مجھے کھیلنا ہی نہ آتا۔ آخر مجھے سزا دیتے۔ کہ مجھے مال سمجھا لینے پر مقرر کیا جاتا۔ اور یہ امر مجھے دیگر کھیل وغیرہ کے مشغلوں سے سہل معلوم ہوتا تھا۔ تو ان امور مذکرہ بالا کی وجہ سے بھی خاکسار کو تنہائی پسند رہنے کی عادت لاحق ہوئی ہو تو بھی عارضی سبب قابل اعتماد ہے پھر کچھ عرصہ بعد میرے والد صاحب نے مجھے لوئر پرائمری سکول میں بٹھا دیا۔ تھوڑے عرصہ میں اردو خوانی میں مہارت ہو گئی۔ چنانچہ دوسری جماعت میں کتاب شاہنامہ اردو بخوبی پڑھ لیا کرتا اور سننے والے حیران ہوتے آخر ۱۹۰۷ء میں ملن سے مدرسہ بوجاست ہو گیا اور مجھکو والد صاحب نے موضع کوٹ بھائی جماعت پنجم پاس کرنے کے لئے بھیج دیا۔ وہاں مدرس ایک مولوی حنفی المذہب تھے۔ اور گاؤں مذکور میں تمام وہابی لوگ تھے۔ اس سبب سے مولوی صاحب ان کے ساتھ نماز نہ پڑھتے اور مسجد میں اگر جاتے۔ تو اکیلے پڑھتے۔ جب یہ حالت مجھے معلوم ہوئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا۔ کہ جناب کیا اسلام میں بھی اختلاف ہے ہاں (اس سے پہلے مجھے فرقہائے اسلام سے ناواقفی تھی) فرمایا پہلے تو اسلام کے بارہ مسلمے تھے۔ اب تو اسلام ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو چکا ہے۔ یہ کہکر مجھے ایک کتاب موصومہ بہ رسالہ نوخیز الحق دی اور کہا پڑھ کر دیکھو۔ اس میں وہابیت کا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ تم نے بھی اس فرقہ سے بچنا۔

میں نے دو دن میں ساری کتاب اول تا آخر دیکھ لی پڑھکر میرے دل نے محسوس کیا۔ کہ اب اسلام صحیح نہیں رہا۔ یعنی قرآن کریم کے مطابق نہیں رہا۔ ازاں بعد میں نے جب فرق اسلام کے متعلق سر توڑ تحقیق شروع کر دی تو اس سخت اضطراب میں مجھ پر ایک آریہ نے داؤ روان کرنا چاہا۔ اس نے میرے پاس اپنی آریہ مت کی مدح کی۔ اور اسلام کی غلط تصویر میرے سامنے پیش کی۔ اور ایک کتاب کلیات آریہ مسافر سے چند مواقع پڑھ کر سنائے۔ جن میں اکثر کے جوابات میں نے اپنی استطاعت کے مطابق دیئے۔ اس شخص نے جو جو اعتراض اسلام پر کئے ان میں جو مجھ پر شاق گزرے ان میں سے چند ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) قرآن کریم ھدی للمتقین نہیں ہو سکتا۔ کہ جبکہ اس میں آیات منسوخہ ہیں۔ بقول فوز الکبیر ۵۰۰ اور بقول بعض ۶۶۔ حتیٰ کہ ۵ آیت سے کم تو کوئی مولوی بھی قائل نہیں۔ کہ جو کہتا ہو۔ کہ منسوخ نہیں۔

(۲) بانی اسلام کی مدحت سرائی کہ صادق مصدق رہنما تھے۔ مگر روش کا مطالعہ کریں تو پتہ لگتا ہے۔ کہ ننگی ہوائی زینب کو دیکھ کر اس پر عاشق ہوئے۔ اور یا مقلب القلوب اس کے عشق میں وظیفہ پڑھتے۔ دیکھو زیر آیت اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ حاشیہ جلالین وغیرہ۔ تو پھر ایسا شخص ہادی نجات دہندہ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

(۳) دیگر انبیاء اسلام دیکھو تحت آیت فَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کے لکھا ہے۔ یعنی قصد فخا

(جامع البیان ص۳۰۳ حضرت یوسف کی ہسٹری) اسی طرح حضرت داؤد کی نسبت ہے۔ ایک شخص کی عورت چھین لی تھی۔

(۴) حضرت ابراہیم نے جھوٹ بولا۔ غرض ایک طرف تو قرآن کریم انکی مدحت سرائی کرتا ہے۔ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا۔ مگر دستور العمل ان کے برخلاف شاہد ناطق ہے۔ اس تحقیق کی رو سے بین طور پر ثابت ہوا کہ اسلام نجات دہندہ مذہب نہیں ہے۔ اور نہ اس کی کتاب موجب ہدایت ہے۔ اور نہ بانیان مذہب مذکور کا دستور قابل تقلید ہے۔

یہ اعتراض چونکہ باحوالہ تھے مجھے سنکر سخت حیرانی ہوئی۔ میں نے فوراً اپنے مولوی صاحب کے پیش کئے وہ سوچ بچار کہ کہنے لگے۔ کہ کفار کے اعتراضات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ تم ہرگز ان معاملات میں ان سے ہمکلام نہ ہوا کرو۔ اس میں اسلام کی ہتک ہے۔ یہ سن کر مجھے اور بھی الم ہوا۔ اور حیرانی میں اضافہ ہوا۔ آخر

سیرت المہدی کا ایک ورق

از خاکسار عرفانی

غنائے ذاتی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن لوگوں نے قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی اور جنہوں نے علم النفس کی روشنی میں آپ کی سیرت کو پڑھا وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ حضور میں حد درجہ کا استغناء تھا۔ اس لئے کہ وہ غنی خدا کے ہاتھ سے ممسوح کئے گئے تھے آپ کی زندگی میں ایک دو نہیں بیسیوں ایسے واقعات ملتے ہیں۔ کہ جہاں آپ نے اپنی غنائے ذاتی کا نہایت بے تکلفی سے اظہار فرمایا۔ تکلف اور بناوٹ تو آپ کی ذات اور سرشت میں نہ تھا۔ میں اسی غنائے ذاتی کے متعلق واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مہاراجہ نابھہ (موجودہ مہاراجہ نابھہ جو مقتوب ہو کر جنوبی ہندوستان میں سردار گوربچن سنگھ کے نام سے رہتے ہیں کے والد بزرگوار) ایک مذہبی آدمی تھے۔ اور دوسرے مذہب کے لیڈروں اور رہنماؤں کی بھی عزت کرتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے حضرت مولوی محمد عظیم صاحب نابھہ کے رہنے والے تھے۔ مہاراجہ آنجہانی ان کی بھی عزت کرتے تھے۔ غرض مہاراجہ مذکور تک جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہنچا۔ تو اس نے نہایت توجہ اور شوق سے آپ کے حالات سنے۔ اور خواہش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نابھہ بلایا جائے۔ نابھہ کی جماعت (جو اس وقت بہت ہی مختصر تھی) کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ اور انہوں نے اس دعوت کو اپنے خیال میں بہت بڑی کامیابی سمجھا لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور یہ پیغام آیا۔ تو آپ نے

اس پیغام کا رد کر دیا۔ اور فرمایا۔

"پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا"

یہ آپ کی شان استغناء تھی۔ آپ خدا تعالےٰ کے مرسل اور برگزیدہ تھے۔ اگر آپ نعوذ باللہ ایک دنیادار شخص ہوتے تو اس دعوت کو بہت بڑی وقعت دیتے۔ لیکن آپ پر یہ حقیقت عیاں تھی کہ اس دعوت کی تہ میں وہ اخلاص نہیں جو خدا کی راہ میں سالک کو ہونا چاہئے اسی لئے آپ نے اسے رد کر دیا۔ اور سچ تو یہی ہے۔ کہ

آں کس کہ بنور صمد شاہاں راجہ گند
خدا تعالےٰ کے محبوب اور پیارے دربار ربانی میں پہونچکر وہ کسی دنیوی سلطنت کے دربار کی رسائی کے متمنی ہونے ہی نہیں۔ واقعہ بہت سادہ اور مشہور ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا بہت بڑا باب اس میں مخفی ہے۔

ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طرز عمل کہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری حضور کے ایک خادم نے سنور جانے کا آپ سے وعدہ لیا۔ تو آپ اس کے گھر پر خوشی سے چلے گئے قادیان کے قریب موضع بٹالہ کا رہنے والا ایک میاں خیراتی زمیندار ہے۔ اس کا بھائی سلسلہ کا ایک مخلص کارکن ہے (حاجی دین محمد) میاں خیراتی ایک ایک سیدھا سادہ احمدی ہے۔ مگر حضرت اقدس سے اس کو محبت تھی۔

ایک مرتبہ حضور کا ہنوان کی طرف سیر کو نکل گئے واپسی پر میاں خیراتی نے کہا۔ کہ جی میرے گھر چلو۔ حضرت صاحب اس کے گھر چلے گئے۔ اور اس نے مکی کے بھٹے (چھلیاں) بطور نذر پیش کیں۔ حضرت نے بڑی خوشی سے لے لیں۔ لوگوں کو بڑا تعجب تھا۔ کہ حضرت اقدس جو اپنے خاندانی مرتبہ اور شان کے لحاظ سے بھی بہت بڑی وجاہت رکھتے تھے۔ اپنی رعایا کے ایک ایسے فرد کے گھر میں چلے جاویں۔ مگر جو چیز آپ کو وہاں لے جانے سے نہ روک سکی وہ اس کا اخلاص اور محبت تھی۔ جو محض اللہ کے لئے تھی۔ اور مہاراجہ نابھہ کی دعوت میں ایک قسم کی رعونت تھی۔

اگر کوئی اور دنیا دار ہوتا تو وہ اس دعوت کو اپنے لئے معراج سمجھتا۔ اسی طرح پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک زمانہ میں نواب صاحب رام پور (موجودہ نواب صاحب کے والد محترم) بھی بلانا چاہتے تھے۔ لیکن ان کی دعوت کو بھی حضرت نے اسی وجہ سے قبول نہیں فرمایا تھا۔

میں حضرت خانصاحب قبلہ ذوالفقار علی خاں صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ان واقعات کو شائع کر دیں۔ (عرفانی)

اس کے بعد نواب صاحب موصوف کا رنگ سلسلہ کے متعلق بالکل بدل گیا۔ اور ہمارے بعض مخلص اور برگزیدہ احباب مثلاً حضرت مولانا مولوی عبیداللہ بسمل اور حضرت قاسم علی (قادیانی) کو بہت قربانیاں دینی پڑیں۔ مگر انہوں نے ہر قسم کی قربانیاں دے کر بھی یہ ثابت کر دیا۔ کہ

ودین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں

مشرکانہ اعمال سے نفرت

آپ فطرت ہی ایسی مواد لیکر آئے تھے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے قلب کو اپنے لئے ہی مخصوص کر لیا تھا۔ آپ کبھی اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی شخص آپ کی نسبت ارادت و عقیدت کا ایسے رنگ میں اظہار کرے جو کسی قسم کے شرک کا رنگ رکھتا ہو۔ بلکہ آپ کے ہر فعل اور عمل سے اپنی انکساری اور عبودیت کا اظہار ہوتا تھا۔ بسا اوقات بعض لوگ آتے جو اس زمانے کے پیروں اور مشائخ کے تعظیمی سجدوں تک کو جائز سمجھتے تھے اور ان کے پاؤں پر سر رکھ کر سلام کرنا ہی نشان اخلاص جانتے تھے اور وہ ایسی رسم و عادات کی وجہ سے اس قسم کی کوئی حرکت کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود ہمہ کرم و رحم ہونے کے سخت جوش میں آجاتے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ میں سات سال تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اور میں نے ہمیشہ دیکھا کہ آپ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔ سوائے اس کے کہ شعائر دین کی بے حرمتی ہو یا کوئی شخص ایسی حرکت کرے جس سے خدا تعالےٰ کی توحید پر حملہ ہوتا ہو۔ بارہا ایسا ہوا۔ کہ ایک اجنبی دقایق دین سے ناواقف اخلاص سے حاضر ہوا اور اس نے آگر آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگایا۔ یا سجدہ کر دیا تو آپ ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ مجھے تو خدا تعالےٰ نے دنیا میں شرک مٹانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میرے سامنے اس طرح پر جھکے۔ اور سجدہ کرے۔

انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو آخر ایک مرنے والا انسان ہے جو اعمال خدا تعالےٰ کے لئے ہیں وہ کسی انسان کیلئے جائز نہیں خواہ وہ خدا کا نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہو یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کے سردار اور خاتم ہیں۔ ان کے لئے بھی جائز نہیں۔ آپ نے بھی یہی تعلیم دی۔ اور خدا تعالےٰ کی وحی سے دعویٰ قل انما انا بشر مثلکم یعنی ان کو کہدو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہی ہوں ہاں امتیازی نشان یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وحی مجھ پر آتی ہے۔

غرض آپ کبھی اس کو پسند نہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے لئے اس قسم کی تعظیم کرے۔ جو خدا تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اور ایسے موقعہ پر یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ نے خاموشی سے درگذر فرمایا ہو۔ باوجودیکہ آپ کی عادت یہ تھا۔ کہ کبھی کسی شخص کو مخالفانہ رنگ کے اس کے کسی فعل پر سرزنش نہ فرماتے تھے۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کے طریق پر عام اخلاقی کمزوریوں کا علاج بتاتے۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں آیا۔ کہ کسی نے پاؤں پر اپنے سر کو جھکایا یا سجدہ تعظیمی اختیار کر لیا اپنے کلام میں ایسے رنگ سے حضرت کو مخاطب کرنا جس میں کچھ بھی شرک کا شائبہ ہو آپ نے فوراً اس کو روکا اور روکا۔ ایسے موقعہ پر میں نے ہمیشہ دیکھا کہ جہاں آپ کے چہرہ پر سرخی اور جلال ہوتا تھا۔ آپکی زبان سے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے

سبحان اللہ

کے الفاظ سنائی دیتے تھے۔ آپ دراصل سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم پڑھتے تھے۔ مگر سبحان اللہ کا لفظ اندرونی جوش کا مظاہرہ کر دیتا تھا۔ اس کے موقعہ علی العموم اس وقت پیش آجاتے تھے جبکہ ایسے لوگ آتے جو اس عہد کے پیروں کے مرید اور ان کے رسم و رواج کے پابند ہوتے تھے۔ حضرت اقدس کی اس حالت کے ہم میں سے بہتوں

مکتوباتِ احمدیہ

"حضرت صاحبزادہ سراج الحق جمالی نعمانی رضی اللہ عنہ کے نام"

(۱)

مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک بڑی بھاری بحث مولوی نذیر حسین صاحب سے پیش ہے۔ اگر آپ اس بحث پر تین چار روز تک پہنچ سکیں تو عین خوشی اور تمنا ہے۔ مگر آنے میں توقف نہیں چاہیئے۔ آپ کے آنے سے بہت مدد ملے گی۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء مقام دہلی۔ بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو

(نوٹ) صاحبزادہ سراج الحق صاحب نے اپنے سفر نامہ میں دہلی آنے اور مباحثہ کے متعلق بعض حالات کا تذکرہ لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کو شریک ثواب ہونے کا ہر موقعہ دیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ کو اس موقعہ پر اس خدمت میں شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ دہلی کے علماء نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ حضرت اقدس کو اگر کسی کتاب کی ضرورت پڑی تو نہ دی جائے۔ حق پوشی کے اس مظاہرے سے انہوں نے اپنی جگہ یہ سمجھا تھا۔ کہ وہ

حق کا مقابلہ کر سکیں گے

لیکن خدا تعالےٰ نے غیب سے کتابوں کے میسر آنے کے سامان تو پیدا کر دیئے۔ مگر ان دشمنانِ حق کو باوجود اپنے ہر قسم کے ساز و سامان کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور سید نذیر حسین اوستاذ الکل کہلانے کے باوجود مقابلہ سے فرار کر گیا۔

یہ واقعات بجائے خود دلچسپ ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز الحکم میں آجائیں گے۔

اسی سلسلہ میں سید نذیر حسین صاحب کے ایک واقعہ کا ذکر کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دوسری شادی اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں کے ماتحت دہلی میں ہوئی تو یہی نذیر حسین حضور کا نکاح پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح بڑے فخر کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس تقریب پر دستور کے موافق پانچ روپے بھی ان کو دیئے گئے تھے۔

(عرفانی)

(۲)

مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آنمخدوم کا عنایت نامہ جو محبت سے بھرا ہوا تھا پہونچا۔ (عرفانی) جزاکم اللہ خیر الجزاء احسن الیکم فی الدنیا والبقیٰ۔ یہ عاجز حضرت عزاسمہ میں شکر گذار ہے۔ کہ ایسے مخلص دوست اسی نے میرے لئے میسر کئے۔ فالحمد للہ

ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اور اس جگہ بفضلہ تعالےٰ سب خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۸۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء

(نوٹ) اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب سنہ ۱۸۸۴ء میں حضرت کی خدمت میں پہونچ چکے تھے۔ اور اخلاص و عقیدت کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو اللہ تعالیٰ کی تمد و تسبیح کا اثر غالب تھا۔ اور وہ ہر امر کو فعل باری ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ حضور کے مکتوبات کے پڑھنے سے یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کہ حضور اپنے خدام اور غلاموں کو کس محبت اور ادب سے خطاب کرتے تھے۔ یہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ خدام اور وابستگانِ دامن آپ کی روحانی اولاد تھی۔ اور آپ اکثر مواولاد کر کے ماتحت ہر شخص سے محبت و اکرام پیش آتے تھے

(عرفانی)

(۳)

مکرمی مخدومی اخویم !!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ نیز یک دستار بہ یہ آنمخدوم پہونچا حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ و خوبصورت ہے۔ جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھیرے گا۔ زیادہ نہیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔

از ہوشیار پور ۹ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت اقدس کا سفر ہوشیار پور ایک تاریخی سفر ہی نہیں بلکہ اس سفر کے ساتھ بہت سے نشانات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تحریک خفی کے ماتحت کچھ عرصہ کے لئے ضلع گورداسپور کے پہاڑی علاقہ (سوجان پور) کی طرف جا کر عبادت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن پھر خدا تعالےٰ کی صاف صاف وحی نے آپ کو ہوشیار پور جانے کا ایما فرمایا اور اس شہر کا نام بتایا۔ اس سفر میں تحریر کا ایک خاص کام بھی زیر نظر تھا۔ چنانچہ حضور نے مرحوم چوہدری رستم علی خاں صاحب کو لکھا تھا۔ کہ

"حسب ایماء خداوند کریم بقیہ کام رسالہ کے لئے اس شرط سے سفر کا ارادہ کیا ہے۔ کہ سب روز تنہائی ہی رہے اور کسی کی ملاقات نہ ہو۔ اور خداوند کریم جلشانہٗ نے اس شہر کا نام بتا دیا ہے۔ کہ جس میں کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیئے۔ اور وہ شہر ہوشیار پور ہے الاخرہ یہ سفر حضرت نے قادیان سے سیدھا ہوشیار پور کو کیا تھا۔

چنانچہ ۱۹ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو حضور معہ حضرت حافظ حامد علی صاحب و حضرت منشی عبداللہ صاحب و میاں فتح خاں (یہ شخص بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اڈہ میں آگیا ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا تھا) روانہ ہوئے۔ اور بروز جمعہ ہوشیار پور پہونچکر طویلہ شیخ مہر علی صاحب میں فروکش ہوئے تھے۔ اسی سفر میں ماسٹر مرلیدھر سے مباحثہ ہوا۔ جو کتاب سرمہ چشم آریہ کی صورت میں شائع ہوا۔

(عرفانی)

(۴)

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ ۵ روپیہ پہنچ گئے۔ آپ اپنی محبت برادرانہ سے اس عاجز کی تائید میں بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اور خلوص و محبت کے آثار بارش کی طرح آپ کے وجود سے ظہور میں آتے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ جلشانہٗ آپ کو خوش رکھے۔

والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۱۲ جون سنہ ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ شکور خدا کے عبد شکور رہتے۔ اس لئے اپنے خدام کی ہر خدمت کو نہایت عزت و قدر سے دیکھا کرتے تھے۔ معمولی سے معمولی کام بھی کوئی کرتا تو جزاکم اللہ احسن الجزا فرماتے اور اس کو قدر عزت کی نظر سے دیکھتے۔ اس چیز نے آپ کے صحابہ میں اخلاص کی ایک عملی روح پیدا کر دی تھی۔ اور ہر ایک صادق چاہتا تھا۔ کہ خدمت کے لئے آگے بڑھے

صاحبزادہ سراج الحق صاحب اب ہمارے درمیان نہیں وہ خود ایک پیرزادہ تھے۔ اور لوگوں سے نذرانہ لیتے اور اسی کی فضاء میں ان کی تربیت اور اٹھان ہوئی تھی۔ کہ خدمت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کا موقعہ نہ تھا۔ لیکن جب خدا تعالےٰ نے انہیں راہ حق دکھایا تو انہوں نے اپنے اخلاص کا ہر رنگ میں ثبوت دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(عرفانی)

(۵)

مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج عنایت نامہ پہونچکر بیعیت کو نہایت بشاشت اور خوشی ہوئی۔ خداوند کریم آپ کے فرزند ارجمند کی عمر دراز کرے اور آپ کے لئے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین۔ آنمخدوم کا دل مجھکو ہدیہ عمامہ خوب و عمدہ بھیجا اور اب مہندی اور جوتہ کے لئے آپ نے لکھا ہے۔ چونکہ محض محبت اور اخلاص کی راہ سے آپ لکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے منظور ہے۔ یہ تا کاغذ خط کے درمیان بھیجتا ہوں۔ اس عاجز کے جوتہ کی نوک تک آتا ہے کل لمبائی جوتہ کی یہی ہے۔ افسوس کہ اشتہار آپ کی خدمت میں نہیں پہونچے۔ اور اب کوئی اشتہار موجود نہیں۔ انشاء اللہ اگر مل گئے تو روانہ کر دونگا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء

میں کیونکر احمدی ہوا

خاکسار نورالدین اللہم اجعلہ کاسمہ آمین۔ عارض ہے کہ میں اپنے گذشتہ زندگی کے حالات و خیالات متعلقہ رجوع بہ احمدیت نہایت مختصراً بیان کرتا ہوں۔ میں زمانہ بچپنی میں ہی تنہائی پسند تھا۔ نہ معلوم یہ وصف میری طبعی خاصیت تھی۔ یا خارجی اثر کی وجہ سے ایسی طبیعت ہوگئی۔ کیونکہ جبکہ میں سات آٹھ سالہ عمر کا تھا تو ایک عالم مسمی میاں محکم الدین صاحب ہمارے ہاں آرہا۔ میرے والدین نے مجھے اس کے پاس پڑھنے بٹھا دیا اور میاں صاحب موصوف میں چند اور اوصاف بھی تھے چنانچہ وہ خوش الحان بھی تھے۔ اور کتاب شہباز اور احوال الآخرت جو پنجابی کی دو کتابیں مشہور ہیں۔ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ اسی لئے اس کے پاس سننے والوں کا حلقہ بندھا رہتا تھا۔ خاص کر میرے لئے تو گھر میں ہی کتنگ تھا جیب دل کرتا میاں جی کو کتاب لا دی۔ اور وہ پڑھنا شروع کر دیتے۔ مجھے زیادہ تر تذکرہ امام مہدی اور دجال کے حالات سننے سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ روزمرہ اسی کے سننے کے باعث انہی کا نقشہ دماغ میں پھرا رہتا۔ انہی دنوں عوام الناس میں بھی کچھ ایسا چرچا ہوا۔ کہ امام مہدی پیدا ہو گیا۔ کلمہ طیبہ پر درخت کے پتے پر لکھا گیا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے بزرگ سفیدہ ریش درخت پیپل اور بڑھ و بیری وغیرہ کے پتوں پر غور کرتے تھے۔ ان پر جو سفید سفید لکیریں سی ہوتیں۔ ان کو کلمہ تصور کر کے کوئی کہتا۔ اس پر دیکھو لا الہ لکھا ہے۔ دوسرا کہتا اس پر لا الہ ہے۔ تیسرا کہتا اس پر محمد رسول اللہ ہے۔ پھر سنا کہ لاہور میں ایک گنا آگا ہے۔ اس کے ہر پتے پر کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ افواہیں سننے میں آتیں۔ میاں محکم دین صاحب ان افواہوں کی تعبیر کر کے یوں سمجھاتے کہ زبان خلق نقارہ خدا بے شک امام مہدی کے ظہور کا یہی وقت ہے۔ مگر پتہ پر کلمہ لکھا جانے سے یہ مراد ہے کہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور ہر سے اور ہر ذرہ زمین زبان حال سے امام مہدی کی شہادت دیگا۔ یہی تعبیر مجھے پسند آئی۔ اور اب تک میں جملہ کو اس اعتراض کے جواب میں یہی تعبیر سنایا کرتا ہوں۔ جیسا کہ ایک لطیفہ یاد آگیا

لطیفہ

ہمارے گاؤں میں پولیس کی چوکی ہے۔ ان میں سے ایک پولیس میں احمدیت کے بارے میں جاہلانہ خیالات کیا کرتا۔ چنانچہ پچھلے سال کی بات ہے۔ کہ ایک مجلس میں ہیر وارث شاہ کی کتاب پڑھی جارہی تھی۔ اور پولیس مین بھی ان میں موجود تھا۔ اتفاقاً میں بھی وہاں جا نکلا۔ پولیس مین مجھے دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھا۔ کہ کہو مولوی صاحب امام مہدی کے پتہ پتہ پر نام ہونا کی تشریح کیا کرتے ہو۔ کہ ہر شے مہدی کی شہادت دیگی۔ بتاؤ اس ہیر وارث شاہ نے بھی تمہارے مرزا کی شہادت دی ہے۔ کیونکہ آپ اسے امام مہدی یقین کرتے ہیں۔ چونکہ اس کتاب میں تیرھویں صدی کے علماء کا بخوبی ذکر ہے۔ میں نے ان پر اعتماد کر کے کہہ دیا۔ کہ دکھا دونگا۔ ذرا آگے پڑھو۔ چنانچہ پڑھنے والے نے دوسرا مصرعہ جب پڑھا تو بول نکلا

مرزا قایاں پیر مرزیاں دا
جھوٹ پیر کو اس وسوا سیاں دا

اللہ اللہ میری نظر تو کنایات پر تھی۔ مگر بفضلہ تعالیٰ موقع وہ بنا جو مخالفین کی خواہش تھی۔ پہلے تو ہم تمام نے سوچا۔ کہ یونہی استہزاء یہ مصرعہ بنا دیا ہے۔ مگر اس نے لکھا ہوا دکھایا۔ تو چند سکنڈ سب دم بخود ہو گئے پولیس مین نے سکوت کو یوں توڑا۔ کہ آخر اس میں مرزا کی مذمت ہی نکلتی ہے۔ میں نے کہا لکھنے والے کا خواہ کچھ ہی ارادہ ہو لیکن بموجب اصول انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے سوچنا چاہئے کہ شعر کا مطلب کیا ہے۔ سب اپنے اپنے قیاس کے مطابق اس کی تشریح کرنے لگے۔ تماشہ یہ بنا کہ سب ایک دوسرے کے معانی کو رد کرتے تھے۔ آخر میری طرف متوجہ ہو کر بولے۔ کہ مولوی آپ بھی اس کا ترجمہ کریں۔ میں نے کہا۔ یہ کوئی عربی تو نہیں پنجابی ہے۔ مطلب صاف ہے کہ شاعر کہتا ہے۔ کہ مرزا قادیاں والا تو مرزائیوں کا پیر ہے۔ اور دساسی اور بکواسیوں کا پیر جھوٹ ہے۔ اس میں دو متضاد ہستیوں کا ذکر ہے۔ یہ سنتے ہی سب آگ بگولہ ہو گئے۔ اور کچھ چپ ہو گئے۔ کچھ کہنے لگے مرزائیوں نے یہ کتاب بھی خراب کر دی۔ کوئی کہتا ان کو منہ نہ لگنے آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شور کرنے کے بعد کتاب بند کر دی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔ فقط

غرض ان نت نئی افواہوں کے باعث بھی میرا دل متاثر ہوتا گیا۔ لہٰذا سوائے تذکرہ امام مہدی و واقعات دجال کے سننے کے مجھے کچھ اور اچھا نہ لگتا۔ ان دنوں چونکہ میں بکریاں بھی چرایا کرتا تھا۔ میرے ہم عمر دوست طرح طرح جنگلوں میں کھیلیں کھیلتے۔ مگر میرے دل میں وہی روزمرہ والی افواہوں کا تصور رہتا لہٰذا میں ان کی کسی کھیل میں شامل نہ ہوتا۔ دوسرے لڑکے مجھے اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور بھی کرتے۔ اور طرح طرح کی سختیاں کرتے۔ مگر مجھے کھیلنا ہی نہ آتا۔ آخر مجھے سزا دیتے۔ کہ مجھے مال سمجھا لینے پر مقرر کیا جاتا۔ اور یہ امر مجھے دیگر کھیل وغیرہ کے مشغلوں سے سہل معلوم ہوتا تھا۔ تو ان امور متذکرہ بالا کی وجہ سے بھی خاکسار کو تنہائی پسند رہنے کی عادت لاحق ہوئی ہو تو بھی عارضی سبب قابل اعتماد ہے پھر کچھ عرصہ بعد میرے والد صاحب نے مجھے لوئر پرائمری سکول میں بٹھا دیا۔ تھوڑے عرصہ میں اردو خوانی میں مہارت ہو گئی۔ چنانچہ دوسری جماعت میں کتاب شاہنامہ اردو بخوبی پڑھ لیا کرتا اور سننے والے حیران ہوتے آخر ۱۹۰۰ء میں ملن سے مدرسہ برخاست ہو گیا اور مجھکو والد صاحب نے موضع کوٹ بھائی جماعت پنجم پاس کرنے کے لئے بھیج دیا۔ وہاں مدرس ایک مولوی حنفی المذہب تھے۔ اور گاؤں مذکور میں تمام وہابی لوگ تھے۔ اس سبب سے مولوی صاحب ان کے ساتھ نماز نہ پڑھتے اور مسجد میں اگر جاتے۔ تو اکیلے پڑھتے۔ جب یہ حالت مجھے معلوم ہوئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا۔ کہ جناب کیا اسلام میں بھی اختلاف ہے؟ اگر اس سے پہلے مجھے فرقہائے اسلام سے ناواقفی تھی) فرمایا پہلے تو اسلام کے بارہ مسلمے تھے۔ اب تو اسلام ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو چکا ہے۔ یہ کہکر مجھے ایک کتاب موسومہ بہ رسالہ تویخ الحق دی اور کہا پڑھ کر دیکھو۔ اس میں وہابیت کا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ تم نے بھی اس فرقہ سے بچنا۔

میں نے دو دن میں ساری کتاب اول تا آخر دیکھی پڑھ کر میرے دل نے محسوس کیا۔ کہ اب اسلام صحیح نہیں رہا۔ یعنی قرآن کریم کے مطابق نہیں رہا۔ ناں بعد میں نے جب فرق اسلام کے متعلق سرتوڑ تحقیق شروع کر دی تو اس سخت اضطراب میں مجھ پر ایک آریہ نے داؤ روان کرنا چاہا۔ اس نے میرے پاس اپنی آریہ مت کی مدح کی۔ اور اسلام کی غلط تصویر میرے سامنے پیش کی۔ اور ایک کتاب کلیات آریہ مسافر سے چند مواقع پڑھ کر سنائے۔ جن میں اکثر کے جوابات میں نے اپنی استطاعت کے مطابق دئے۔ اس شخص نے جو جو اعتراض اسلام پر کئے ان میں جو مجھ پر شاق گزرے ان میں سے چند ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) قرآن کریم ھدی للمتقین نہیں ہو سکتا۔ کہ جبکہ اس میں آیات منسوخہ ہیں۔ بقول فوز الکبیر ۵۰۰ اور بقول بعض ۶۶۔ حتیٰ کہ ۵ آیت سے کم تو کوئی مولوی بھی قائل نہیں۔ کہ جو کہتا ہو۔ کہ منسوخ نہیں۔

(۲) بانی اسلام کی مدحت سرائی کہ صادق مصدق رہتا تھا۔ مگر روش کا مطالعہ کریں تو پتہ لگتا ہے۔ کہ نسبی بہائی زینب کو دیکھ کر اس پر عاشق ہوئے۔ اور بانقلاب القلوب اس کے عشق میں وظیفہ پڑھتے۔ دیکھو زیر آیت اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ حاشیہ جلالین وغیرہ۔ تو پھر ایسا شخص ہادی نجات دہندہ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

(۳) دیگر انبیاء اسلام دیکھو تحت آیت فَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کے لکھا ہے۔ یعنی قصد فحا

(جامع البیان صـ۳۰۳ حضرت یوسف کی ہسٹری) اسی طرح حضرت داؤد کی نسبت ہے۔ ایک شخص کی عورت چھین لی تھی۔

(۴) حضرت ابراہیم نے جھوٹ بولا۔ غرض ایک طرف تو قرآن کریم کی مدحت سرائی کرتا ہے۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ مگر دستور العمل ان کے برخلاف شاہد ناطق ہے۔ اس تحقیق کی رو سے بین طور پر ثابت ہوا۔ کہ اسلام نجات دہندہ مذہب نہیں ہے۔ اور نہ اس کی کتاب موجب ہدایت ہے۔ اور نہ بانیان مذہب مذکور کا دستور قابل تقلید ہے۔

یہ اعتراض چونکہ باحوالہ تھے مجھے سنکر سخت حیرانی ہوئی۔ میں نے فوراً اپنے مولوی صاحب کے پیش کئے وہ سوچ بچار کو کہنے لگے۔ کہ کفار کے اعتراضات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ تم ہرگز ان معاملات میں ان سے ہمکلام نہ ہوا کرو۔ اس میں اسلام کی ہتک ہے۔ یہ سن کر مجھے اور بھی الم ہوا۔ اور حیرانی میں اضافہ ہوا۔ آخر

تھوڑی دیر بعد پھر میں نے پوچھا۔ کہ مجھے یہ تو سمجھائیے کہ قرآن کریم میں آیات منسوخہ ہیں۔

(ج) ہاں۔

(س) حضرت داؤد نے اوریہ کی عورت چھین لی تھی

(ج) اس طرح نہیں بلکہ اوریہ کو ایک جنگ پر بھیج دیا۔ وہ اوھر مارا گیا۔ اس حیلہ سے وہ عورت حضرت داؤد کے نکاح میں آئی۔

(س) حضور صلعم کا معاملہ زینب کے ساتھ مندرجہ اعتراض درست ہے۔

(ج) یہ تقاضائے بشریت ایسے امور انبیاء سے بھی صادر ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور صلعم کے چونکہ اگلے پچھلے گناہ بخشے ہوئے تھے لہٰذا یہ حرکات آپ کو ملزم نہیں بنا سکتیں۔

(س) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا۔

(ج) فقط تین خفیف سے جو شریعت میں حارج نہ ہوں۔

(س) حضرت یوسف زلیخا سے مخالطت کے لئے بے اختیار ہو گئے تھے۔

(ج) مسکرا کر یہ شعر پڑھا ؎

ایہ جوانی مست دیوانی خوشیاں مان چاہے
ہو جے ... اٹھیا پھر یوسف کیتا قصد زنا ہے

غرض جب مجھے آریہ کے اعتراضوں کی تصدیق اپنے اپنے استاد سے ثابت ہوئی۔ تو بدیر عالم سراسیمگی میں مستغرق رہا۔ میں نے پھر عرض کیا۔ کہ جناب جب مخالفین مجبور کریں تو کوئی راہ فرار بھی ہے۔ یا نہیں۔

فرمایا بڑی پختہ سڑک ہے۔ جب وہ مجبور کریں تم کہا کرو۔ کیا ہوا قرآن میں چند آیات منسوخہ ہیں۔ تمہاری چاروں وید منسوخ ہیں۔ جب انبیاء کی تو ہین کریں تم کہو برہما کے چار منہ کیونکر بنے۔ یہ اس کی اپنی لڑکی پر عاشق ہونے کے باعث بنے تھے۔ ان کی مذہب کی تکذیب کے لئے تحفتہ الہند پاس رکھا کرو۔ اس میں سب کچھ موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان کا یہ طریق جواب بھی مجھے ناپسند آیا۔ فقط یہ کہکر چپ ہوا۔ کہ صاحب یہ تو لڑائی ہے۔ غرض وہ تمام دن اور پھر رات ساری جوابات سوچنے میں رہا۔ آخر میں قرآن کریم کھولا۔ آیت ھم بما وھم بھا پر خدا تعالےٰ سے التجا کرکے۔ گہری نگاہ کی۔ تو بفضلہ مجھے ایک راہ سُجھائی گئی۔ چونکہ تا حال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تو ناواقف محض تھا۔ لیکن اس وقت اگلی آیت نے مجھ پر کھولدیا۔ کہ لولا ان را برھان ربہ صاف محل پر موجود ہے مطلع ہوا کہ یہ برہان نور رسالت ہے۔ جس کی محافظت کے لئے آگے پیچھے چوکیدار مقرر ہیں۔ اگر یہ انعام نہ ہوتا تو واقعی پھر کیا حال تھا۔

میں نے اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کیا جس نے ایسے آڑے وقت میں یاری کی۔ اور کامل یقین ہوا۔ کہ واقعی اللہ تعالےٰ آڑے وقت کا ساتھی و مددگار ہے پھر میں نے تمام اعتراضات کے موقعے دیکھے۔ ہر جگہ اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی سمجھایا۔ حتیٰ کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ ہر مشکل کے حل کے لئے فقط قرآن مجید ہی کافی ہے۔ باقی کتب محولہ جلا دینے کے قابل ہیں صبح اگر مجھے پنڈت لیکھرام آریہ سے مکالمہ کرنا پڑا تو بھی جواب دوں گا۔ فقط قرآن کریم سے بحث کی جاوے۔ دیگر کتب میں آگ کے حوالے کرتا ہوں۔ الغرض صبح ہوئی۔ بعد نماز پنڈت صاحب کے گیا۔ اور کہا۔ کہ پنڈت صاحب اعتراضات میں قرآن کے علاوہ جتنی عبارت ہے۔ میرے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ میں ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہوں۔ پھر ایسی واہیات مصنوعی و جعلی روایات سے کسی کے دل کو دکھانا نہیں چاہیئے۔ جب اس نے مجھے رنجیدہ دیکھا۔ تو پنڈت نے کہا۔ کہ تم مرزائی ہو۔

(م) مرزائی کون ہوتے ہیں؟

(پ) مرزا صاحب کے متبعلہ۔

(م) مرزا صاحب کون ہیں؟

(پ) قادیاں میں اس وقت ایک شخص ہے۔ قوم مغل سے۔ اس پر بھی یہ اعتراضات شاق گزرے تو اسلام پر پردہ ڈالنے کی خاطر اس نے کچھ ایسی ہی حیلے تراشے ہیں۔ کہ ایسے عیوب سے اسلام کو مبرا ثابت کیا جاوے۔ مگر ایسا کرنے سے وہ اسلام سے خارج کیا گیا۔ علماء اسلام نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اور دجال۔ کافر۔ مرتد وغیرہ بُرے بُرے القابات سے موسوم کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ایسے فرد واحد کی بات جو اس کے اپنے ہی نہ مانتے ہوں۔ مخالف کب تسلیم کر سکتے ہیں۔ ویسے ہی من گھڑت چال تم نے پیش کی۔ اسی لئے میں نے کہا ہے۔ کہ تم مرزا صاحب والے بہانے تراشتے ہو۔ جن کی اسلام میں خود عزت نہیں۔

جب میں اپنے خیالات کی تائید میں ایک بزرگ کی خبر سنی۔ گویا میری مردہ روح تازہ ہو گئی۔ میں نے اس سے مرزا صاحب کے متعلق اور چند باتیں دریافت کرنا شروع کیں۔ اور اصل امر جو زیر بحث تھا سردست جانے دیا۔ ازاں بعد میں مولوی صاحب کے پاس آیا۔ ان سے بھی مرزا صاحب کا ذکر کیا۔ مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بہت تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ واقعی مرزا صاحب اس وقت یکتائے عصر تھے۔ مگر ان کا دعویٰ علماء کو ناگوار گزرا۔ لہٰذا اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ بعد ازاں میرا یہ لازمی معمول تھا۔ کہ جب کسی مولوی سے ملاقات ہوتی تو ضرور مرزا صاحب کے متعلق ذکر کیا کرتا۔ کوئی مولوی مجھے ایسا نہیں ملا جس نے حضرت مرزا صاحب کی ہر فضل و کمال میں یکتائی ظاہر نہ کی ہو۔ مگر بعد کو وہی اپنی کورانہ لکیر پر آمقام کرتے۔ کہ دعوئے مہدیت نے ان کو بدنام کیا وغیرہ۔

انہی دنوں میرا جماعت پنجم کا امتحان ہو چکا۔ اور میں پاس ہو گیا۔ تو گھر آیا۔ کوٹھی نہر پر ایک پنسال لڑکیں اعمر دین رہا کرتے تھے۔ ان کا ایک لڑکا مسمی عطا محمد میرا ہم جماعت تھا۔ اس سے مجھے محبت تھی۔ چنانچہ اس سے بھی یہ تمام ماجرہ بیان کیا۔ آخر میں مرزا صاحب کا ذکر آیا۔ تو اس نے فوراً کہا۔ کہ یار مرزا صاحب کی ایک کتاب ہمارے پاس بھی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ لاؤ۔ وہ لایا تو لکھا تھا ؎

کی ہویا قادیاں والے نوں
کی ہویا منی دے لالے نوں

ٹریکٹ کا نام تو مجھے یاد نہیں۔ مگر اس کا بطرز مذکورہ ختم ہوتا تھا۔ میں نے کہا یار یہ تو کسی مخالف کی کتاب ہے۔ مجھے تو اس کے اپنے خیالات کی کتاب چاہیئے۔ تو وہ بولا پرسوں میں نے دھرم کوٹ جانا ہے۔ زیرہ میں مرزائی رہتے ہیں۔ میں واپس آتا ہوا کوئی ان سے کتاب لاؤنگا۔

چنانچہ وہ وعدہ پر چلا تو گیا۔ مگر اسی دن اس کے والد صاحب کا تبادلہ ہو گیا۔ غرض جب ایک سال بعد پھر اتفاقاً اس کے والد کا ملن کا ہی تبادلہ ہو گیا۔ تو میں اپنے دوست عطا محمد سے ملا۔ اور میں نے کہا۔ لاؤ اقرار۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ پھر اس نے ایک درثمین اردو اور ایک اور کتاب پنجابی جس کا نام یاد نہیں مصنفہ ظہور الدین اکمل مجھے دیکر کہنے لگا۔ کہ میرے تو قریباً حفظ ہیں۔ آپ دیکھو اور تیرہیں تو اس سلسلہ سے منسلک ہو چکا ہوں۔ اپنی بتاؤ۔ میں نے کہا۔

؎ ازل سے ہو میں شیدا اس کا

یہ کہہ کر میں وہ کتابیں لیں اور چند دنوں میں دوبارہ سہ بارہ پڑھنے سے دریافت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب واقعی مسیح موعود ہیں۔ چونکہ ہم دونوں چودہ چودہ یا پندرہ پندرہ سال کی عمر میں تھے۔ جلد بازی کے نتیجے سے بیخبر تھے۔ لگے مشہور کرنے کہ مہدی ہو چکا۔ ؎

من لوکو سچا ہو کا مہدی آگیا بڑا چیر دکا

وغیرہ آوازے کسنے لگے۔ تو پہلے تو لوگ ہنسنے لگے چند روز میں جب زیادہ شور بلند ہو گیا۔ تو لوگ ہمیں جھڑکنے اور ڈانٹنے لگے۔ تو ہمیں بہ تقاضۂ عمر چپ ہونا پڑا۔ بعد ازاں ہم دونوں آپس میں سلسلہ کی باتیں کر لیا کرتے کچھ مدت بعد ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار اس علاقہ میں ضلعداری ملن پر تشریف لائے۔ ان کے پاس سلسلہ کی کتابیں اور اخبارات آیا کرتے۔ وہ پڑھا کرتے ایک دن عطا محمد ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا ملک صاحب سے یہ کتاب مانگ لو۔ اگر قرآن کے معارف سے واقف ہونا مطلوب ہے۔ میں نے وہ کتاب ملک صاحب سے مانگ لی۔ صاحب موصوف نے فوراً وہ کتاب عنایت فرما دی۔ میں نے دیکھا۔ وہ حقیقت الوحی تھی۔ کچھ عرصہ تک میں پڑھتا رہا۔ پھر عطا محمد کے باپ کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اور حقیقت الوحی ساتھ لے گیا۔ اس کے بعد وہ دوست مجھے فقط ایک بار ملا ہے۔

عرصہ دو سال کا ہوا ہے۔ میں نے اس کے خیال سے معلوم کیا ہے۔ کہ اس کا تعلق لاہوری جماعت سے ہو گیا ہے۔ مگر تبادلہ خیالات کا موقعہ نہیں ملا ورنہ دریافت کیا جاتا کہ ٹھوکر کہاں سے لگی۔

جب ہم جدا ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رحلت فرمائے ہوئے عرصہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا آغاز خلافت اسی اثنا میں اس کا تعلق دوسری طرف ہو گیا اللھم اھدہ الصراط المستقیم

اس اختلاف کا پتہ مجھے بھی لگا۔ مگر ملک صاحب کا تبادلہ ہو گیا۔ ازاں بعد سلسلہ کی کتب و اخبارات کا مطالعہ بند ہونے سے باقی حالات سے انشرح صدر نہ ہوا۔ عرصہ ۱۰ سال تک اسی معرض التوا میں گزرے پھر میں نے اپنے ایک شاگرد مسمی صوفی جلال الدین کو تمام سلسلہ کی باتوں سے واقف کیا۔ اور کہا کہ اب تم وہاں جاؤ اور پتہ لاؤ۔ کہ اختلاف ابھی رفع ہوا ہے یا نہیں اور حسب پروگرام چنانچہ وہ گیا اور کئی دن وہاں رہ کر واپس آیا اور سلسلہ کی رونق و انتظام بیان کیا۔ پھر وہ ایک سال بعد وہاں ہی جا رہا۔ اور چونکہ اب کی دفعہ مجھ سے ایک بات میں ناراض ہو کر گیا۔ اس لئے اس کے جانے کا پتہ نہ تھا۔ کہ کہاں چلا گیا۔ اور وہ ناراضی اسی قسم کی تھی جو اس سلسلہ میں

وصایا

نمبر ۴۵۱۸:۔ منکہ غلام زینب بنت غلام محمد مرحوم قوم بنی اسرائیل پیشہ زمینداری عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت ماہ جون ۳۵ء ساکن امرتسر ڈاک خانہ وہاب وسنی رام ضلع امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ مارچ ۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد بغرض صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

مہر میں نے اپنی خوشی سے اپنے خاوند کو معاف کردیا ہوا ہے۔ زیور قیمتی دوسو روپیہ۔ نقد مبلغ چار سو روپیہ آئندہ علاوہ اس کے جو مجھے کسی قسم کی آمدنی ہوگی۔ اس سے بھی انشاء اللہ دسواں حصہ ادا کرتی رہونگی۔

العبد:۔ راقمہ خاکسار غلام زینب بقلم خود۔ امرتسر ۱۵/۳/۳۶

گواہ شد:۔ پیر منظور محمد بقلم خود ۱۵/۳/۳۶

گواہ شد:۔ محمود حسن بقلم خود برادر حقیقی موصیہ ساکن امرتسر کٹڑہ رام گڑھیاں۔ بازار عبداللہ خاں کوچہ بولا

نمبر ۴۵۱۷:۔ منکہ اللہ دین ولد حسن محمد قوم جام عمر ستر سال تاریخ بیعت چولائی ۳۸ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۳/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

زمین زرعی ۶ امرہ جس کی قیمت ۳۰۰/۰ روپیہ ہے لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۵/۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔

العبد:۔ المعروف ولد حسن محمد جام محلہ دار السعۃ قادیان۔ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ محمد الدین ولد ابراہیم محلہ دار السعۃ قادیان

گواہ شد:۔ بقلم خود احمد دین ولد امام دین قوم جام محلہ دار السعۃ قادیان۔

نمبر ۴۵۱۵:۔ منکہ اللہ داد خاں ولد احمد الدین صاحب قوم گوجر پیشہ ٹانگہ ڈرائیور عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن بھلیسر۔ ڈاک خانہ گجرات ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ فقط ٹانگہ ڈرائیوری کی ملازمت سے گزارہ کرتا ہوں۔ اور تنخواہ میری اس وقت ۱۵ ماہوار ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ ۱/۱۰ حصہ اپنی آمد کا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اور بعد میرے مرنے کے جو میری متروکہ جائیداد ثابت ہو گی اس کی یا اس کے جزو کی قیمت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی زندگی میں کردوں۔ تو ایسی رقم وصیت کردہ حصہ میں ادا شدہ متصور ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردیتا ہوں۔ اور میرے ورثاء کو بھی اس وصیت کی پابندی کرنی لازمی ہے۔

العبد:۔ اللہ دتہ احمدی سٹرسوار۔ محکمہ نہر ڈیرہ جات سرکل ملتان۔

گواہ شد:۔ محمد حیات خاں احمدی بقلم خود

گواہ شد:۔ مہر عاشق محمد سپیشل خانسامہ کمپنی ملتان۔ بقلم خود۔

نمبر ۴۵۱۴:۔ منکہ فضل الٰہی ولد محمد عبداللہ قوم رند پیشہ زمینداری عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۱ء ساکن کنجاہ ڈاک خانہ خاص تحصیل وضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۹ر اپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اور وقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت تخمیناً ۲۲/۰ روپے ہے۔ تازیست میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا

(۲) اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد یا رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو میری یہ رقم یا جائیداد ادا شدہ میرے متروکہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد:۔ فضل الٰہی ٹیلر ماسٹر حال عارف والہ ضلع منٹگمری بقلم خود۔

گواہ شد:۔ چراغدین مدرس ہائی سکول عارف والہ ضلع منٹگمری۔

گواہ شد:۔ مرزا محمد اسحاق بیگ منل پٹی ضلع لاہور

نمبر ۴۵۱۶:۔ منکہ ڈاکٹر عبدالحمید ولد میاں نظام دین۔ قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لاہور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرا گزارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۲۰۰/۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔

ایک مکان مشترکہ واقعہ احاطہ میاں چراغدین صاحب مرحوم بیرون دہلی دروازہ لاہور جس کی موجودہ قیمت اندازاً ۶۰۰۰/۰ روپیہ ہے۔ جس میں میرا حصہ ۱/۵ ہے

العبد:۔ خاکسار عبدالحمید ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اسسٹنٹ سرجن ریلوے لائل پور۔

گواہ شد:۔ ماسٹر نذیر حسین بقلم خود مہاجر قادیان دارالامان

گواہ شد:۔ عبدالغنی بقلم خود الیکٹرک انجارج ریلوے لاہور۔

نمبر ۴۵۱۳:۔ بابو محمد اسحاق ولد شیخ ولی محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ نیت پیدائشی ساکن قادیان محلہ ٹبہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۳/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔

(اس وقت میرے نام پر ایک قطعہ مکان واقعہ محلہ دار الفضل رہن بانقبضہ ہے۔ اور اس کے علاوہ تین کنال زمین واقعہ محلہ دار البرکات میں میرے نام ہے۔ جو دراصل میرے والد صاحب کی پیدا کردہ ہے۔ اور انہیں کے قبضہ میں ہے۔)

اس وقت میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اب مبلغ ۶۰/۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت جو انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔

العبد:۔ محمد اسحاق سٹور مین آرڈننس ڈپو لاہور چھاؤنی

گواہ شد:۔ [illegible] کلرک ہیڈ کوارٹر لاہور ڈسٹرکٹ چھاؤنی لاہور

گواہ شد:۔ [illegible] آرڈننس ڈپو چھاؤنی لاہور

۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کو الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

۲۶ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدائی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستی کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کر دیا کرتے ہیں اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا خاص نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اس کی **پانچہزار کاپیوں کی اشاعت کا انتظام** قبل از وقت ہو جائے اس کے لئے میں صرف

پچاس محبانِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ یہ خاص نمبر پورے چالیس صفحے پر شائع ہوگا۔ جس میں اوّل سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **صداقت۔ سیرت۔ اور کارناموں** کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور خدام میں سے پچاس ایسے اشخاص اپنے نام دیں گے جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔

اگر ۵ ہزار کاپی پوری نہ ہو سکی تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اسکی اشاعت کو ملتوی کر دونگا۔ اس لئے اپریل کے آخیر تک اس تعداد کو پورا کر دینا چاہئے۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(خاکسار عرفانی)

حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوبات اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو گئی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے۔

پہلے نمبر میں ۱۔ حضرت میر عباد اللہ صاحب بارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

دوسرے نمبر میں ۱۔ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

تیسرے نمبر میں ۱۔ حضرت چوہدری رستم علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

چوتھے نمبر میں ۱۔ نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جائیگی تو قیمت نصف کر دی جائے گی۔

تھوڑی ہی جلدیں شائع ہوئی ہیں احباب جلد منگوائیں

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار الحکم قادیان دارالامان

مشاہدات عرفانی

یعنی ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلاد اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ نکتہ رس اور غور کن دماغ سے کام لیکر ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے۔ اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگیگا۔ یہ تعمیر ذلت سے نکل کر ام رفعت تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہوگا۔ ہر مقام اور شہر میں جہاں مصنف گیا ہے معمولی نظر سے نہیں بلکہ شوق افزا ضرورتوں اور واقعات تاریخ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔

مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے وجود کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ قیمتی جلد دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار الحکم قادیان دارالامان

بلا اپریشن موتیا بند دور

کون نہیں جانتا۔ کہ موتیا بند کی بیماری بہت موذی ثابت ہوتی ہے۔ یہ بیماری بعض کئی سال تک پانی پکنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اپریشن کرایا جا سکے۔

اس لمبے انتظار کے بعد اگر اپریشن درست ہوا تو بھی آنکھ کے کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی نقص رہ گیا تو انکھیں ساری عمر کے لئے مصیبت میں پڑ جاتی ہیں۔

بعض دفعہ آنکھیں بھی اکثر جلن یا دھندلاپن یا دیکھنے سے درد کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان سب مرضوں کے لئے اور خاص طور پر موتیا بند بغیر اپریشن کے ٹھیک کرنے کے لئے سالہا سال کے تجربہ کے بعد یہ دوائی جڑی بوٹیوں سے تیار کی گئی ہے۔ چند روز میں فرق دکھاتی ہے۔

قیمت فی شیشی۔ ایک روپیہ چار آنے
تین شیشیوں کا سیٹ۔ تین روپے
خریدار ریل پارسل بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

آنکھوں کا ہسپتال قادیان

(پنجاب)

(طابع و مخرج محمد یعقوب پریس قادیان زیر اہتمام شیخ محمود احمد عرفانی زیر نظر و بملکیت مینجر اخبار الحکم قادیان سے شائع ہوا)